[1999] سپریم کورٹ رپوٹس3.S.C.R

از عدالت عظمی

سینٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن وغیرہ

بنام

وی کے سہگل اور دیگر

8اکتوبر1999

[کے ٹی تھامس اور ایم بی شاہ، جسٹسز]

فوجداری پی۔سی:1973 دفعہ 465–استغاثہ کے لیے جائز منظوری کی خواہش–اپیلٹ یا نظر ثانی عدالت کی طرف سے مداخلت کا دائرہ کار–رشوت لینے کے الزام میں سرکاری افسر–مقدمے کی سماعت، اثباتِ جُرم یافتہ اور اثباتِ جُرم یافتہ–اپیل پر، عدالت عالیہ نے اثباتِ جُرم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اس بنیاد پر اثباتِ جُرم سنائی کہ کوئی درست منظوری نہیں تھی–اپیل یا نظر ثانی کی عدالت کو غلطی یا استغاثہ کی منظوری میں بے ضابطگی کی بنیاد پر کسی نتیجے کو تبدیل کرنے سے روک دیا جاتا ہے، جب تک کہ انصاف کی ناکامی نہ ہوئی ہو–اس طرح عدالت عالیہ نے اثباتِ جُرم اور استغاثے کے لئے منظوری کالعدم قرار دینے میں غلطی کی–بدعنوانی کی روک تھام کا قانون،:1947 دفعات 6اور 5(2)–بدعنوانی کی روک تھام کا قانون،:1988 دفعات 19(3)(اے)، 27اور 30(2)–تعزیراتی ضابطہ،:1860 دفعہ161۔

بدعنوانی کی روک تھام کا قانون:1988 دفعات 19(3)(اے)، 27اور 30(2)–مقدمہ چلانے کے لیے جائز منظوری کی ضرورت–اپیلٹ یا نظر ثانی عدالت کا اثباتِ جُرم اور سزا کو تبدیل کرنے کا اختیار–منعقد، اثباتِ جُرم اور سزا کو محض منظوری کی عدم موجودگی کی بنیاد پر تصدیق یا الٹا نہیں کیا جا سکتا، بہت کم جائز منظوری کی کمی کی بنیاد پر۔

مدعا علیہ نمبر 1 پر آئی پی سی کی دفعہ 161اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1947 کی دفعہ 5(2) کے تحت جرم کا مقدمہ چلایا گیا۔استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ مدعا علیہ نمبر 1 دفاعی پنشن تقسیم سیکشن کے دفتر میں سیکشن آفیسر کے طور پر کام کر رہا تھا۔وہ ایک پنشنر سے رشوت لینے پر پھنس گیا تھا۔ٹرائل کورٹ نے اسے مجرم قرار دیا اور اسے جرمانے کے ساتھ دو سال کی قید بامشقت سزا سنائی۔اس کے خلاف مدعا علیہ نمبر 1 ملزم نے اس بنیاد پر عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی کہ اس کے خلاف مقدمہ چلانے کی منظوری مجاز اتھارٹی نے نہیں دی تھی۔عدالت عالیہ نے اس دلیل کو برقرار رکھتے ہوئے اثباتِ جُرم اور سزا کو کالعدم قرار دے دیا۔اس لیے موجودہ اپیل۔

اپیلوں کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد 1.1:عدالت عالیہ نے جائز منظوری نہ ہونے کی بنیاد پر ملزم کو دی گئی اثباتِ جُرم اور سزا کو کالعدم قرار دیتے ہوئے غلطی

کی۔[578–ایچ]

1.2۔اپیل یا نظر ثانی کی عدالت کو فوجداری ضابطہ اخلاق کی دفعہ 465 کے تحت استغاثہ کے لیے منظوری میں کسی غلطی یا بے ضابطگی کی وجہ سے کسی نتیجے (یا یہاں تک کہ اثباتِ جُرم اور اثباتِ جُرم کے حکم) کو تبدیل کرنے سے روک دیا جاتا ہے، جب تک کہ اس طرح کی غلطی یا بے ضابطگی کی وجہ سے انصاف کی ناکامی کا سبب نہ بنا ہو۔اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ آیا جائز منظوری کی کمی حقیقت میں انصاف کی ناکامی کا سبب بنی تھی، مذکورہ ذیلی دفعہ (2) عدالت کو یہ فرض دیتی ہے کہ وہ اس بات پر غور کرے کہ آیا ملزم نے مقدمے کے مرحلے پر اس معاملے پر کوئی اعتراض اٹھایا تھا یا نہیں۔اگرچہ اس نے ابتدائی مرحلے میں اس طرح کا کوئی اعتراض اٹھایا تھا،لیکن یہ نتیجہ اخذ کرنا شاید ہی کافی ہو کہ انصاف کی ناکامی تھی۔اس کا تعین ہر معاملے کے حقائق پر کیا جانا چاہیے۔لیکن ایک ملزم جس نے اسے مقدمے کے مرحلے پر نہیں اٹھایا وہ ممکنہ طور پر اپیلٹ عدالت میں پہلی بار کی گئی اس طرح کی درخواست کو برقرار نہیں رکھ سکتا۔[575–A؛B؛C]

کلپنا تھرائے بنام ریاست سی بی آئی کے بذریعے،[1997] 8 ایس سی سی 732، پر انحصار کیا۔

1.3۔ایسے معاملے میں جہاں ملزم جائز منظوری کا سوال اٹھانے میں ناکام رہا، مقدمے کی سماعت عام طور پر پورے مواد کی عدالتی جانچ پڑتال کر کے اپنے منطقی انجام تک پہنچ جاتی۔اگر یہ مقدمہ اثباتِ جُرم میں ختم ہوتا ہے تو محض اس بنیاد پر انصاف کی ناکامی کا کوئی سوال ہی نہیں ہے کہ سرکاری ملازم پر مقدمہ چلانے کے لیے کوئی جائز منظوری نہیں دی گئی تھی، کیونکہ اس طرح کی فلٹرنگ چیک فراہم کرنے کا اصل مقصد سرکاری ملازمین کو اس الزام پر فضول یا بدنیتی یا انتقامی قانونی کارروائی سے بچانا ہے کہ انہوں نے اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی میں جرم کیا ہے۔لیکن ایک بار مقدمے کی سماعت مکمل ہونے پر عدالتی فلٹرنگ کا عمل ختم ہو جانے کے بعد ابتدائی منظوری فراہم کرنے کا مقصد اضافی ہو جائے گا۔یہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سیکشن 465 میں تصور کردہ اپیلٹ اور ریویشنل فورمز پر روک لگانے کی وجہ ہو سکتی ہے۔[575–F؛G؛H؛576–A]

2۔بدعنوانی کی روک تھام کے قانون، 1947 کو بدعنوانی کی روک تھام کے قانون، 1988 کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا۔اس کے بعد 1988 کے ایکٹ کی دفعہ 30 کی ذیلی دفعہ (2) کی بنیاد پر فوری مقدمے کی سماعت جاری رکھی گئی۔ 1988 کے ایکٹ کے تحت اپیل اور نظر ثانی کے حوالے سے ایک خصوصی التزام ہے جو دفعہ 27 میں شامل ہے۔مذکورہ دفعہ میں کہا گیا ہے کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ذریعے عدالت عالیہ کو دیے گئے نظر ثانی کے اختیارات 1988 کے ایکٹ توضیعات کے تابع ہوں گے۔دفعہ 19 (3)(اے) کے تحت اثباتِ جُرم اور سزا کے کسی بھی حکم کو اپیل یا نظر ثانی کی عدالت کے ذریعے الٹا یا تبدیل نہیں کیا جا سکتا یہاں تک کہ" منظوری کی عدم موجودگی کی بنیاد پر" جب تک کہ اس عدالت کی رائے میں اس طرح انصاف کی ناکامی کا سبب نہ بنا ہو۔وضاحت کو شامل کرنے سے مذکورہ پابندی کو مزید وسیع کیا جاتا ہے کہ یہاں تک کہ اگر منظوری کسی ایسے اتھارٹی کے ذریعہ دی گئی تھی جو اس طرح کی منظوری دینے کے لیے سختی سے اہل نہیں تھی، تب بھی اپیل کے ساتھ ساتھ نظر ثانی شدہ عدالتوں کو محض اسی بنیاد پر اثباتِ جُرم اور سزا میں مداخلت کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔اس طرح اثباتِ جُرم اور سزا کو محض منظوری کی عدم موجودگی کی بنیاد پر تبدیل یا واپس نہیں کیا جا سکتا،منظوری دینے والے اتھارٹی کی اہلیت کی کمی کی بنیاد پر بہت کم۔[577–E؛F؛578–D؛E؛F]

فوجداری اپیل کا عدالتی 1999: وغیرہ کی فوجداری اپیل نمبر 1059۔

1990 کے فوجداری اے نمبر 330 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے مورخہ 25.9.98 کے فیصلے اور حکم سے۔

الطاف احمد، ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل، آر کے جین، ٹی سی شرما، (محترمہ سشما سوری) پی پرمیشورن کی طرف سے، (مہابیر سنگھ) (این پی) اور (عظیم مہروترا) آگرا شنکر پی ڈی کی طرف سے حاضر فریقین کی طرف سے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

تھامس، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔

پنجاب اور ہریانہ کی عدالت عالیہ نے ایک سرکاری ملازم کو صرف جائز منظوری نہ ہونے کی بنیاد پر رشوت کے جرم سے بچایا ہے۔ واضح طور پر عدالت عالیہ کے فاضل واحد جج کی توجہ، جس نے اثباتِ جُرم اور سزا کو کالعدم قرار دیا، بدعنوانی کی روک تھام کے قوانین کے تحت سرکاری ملازم پر مقدمہ چلانے کی منظوری سے متعلق قانون میں مداخلت کی تبدیلیوں کی طرف نہیں کھینچی گئی۔ سنٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن (مختصر طور پر سی بی آئی) اور ریاست ہریانہ نے عدالت عالیہ کے مذکورہ فیصلے کو چیلنج کرتے ہوئے خصوصی اجازت کی درخواستیں دائر کی ہیں۔

مقدمے میں پہلا مدعا علیہ ملزم تھا۔ وہ دفاع پنشن تقسیم سیکشن کے دفتر میں سیکشن آفیسر کے طور پر کام کر رہے تھے۔ سی بی آئی نے اس الزام پر ان کا چالان کیا کہ انہوں نے 200 روپے کی رقم طلب کی اور وصول کی پنشنر سے اس کے واجب الادا پنشن کے بقایا جات کی تقسیم کے انعام کے طور پر اور یہ کہ ملزم 20.12.1984 پر رشوت کی مذکورہ رقم وصول کرنے کے عمل میں پھنس گیا تھا۔ مقدمے کی سماعت کے بعد خصوصی جج، امبالا (ہریانہ) نے ملزم کو تعزیرات ہند کی دفعہ 161 اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1947 کی دفعہ 5(2) کے تحت اپنے فیصلے کے ذریعے مجرم قرار دیا اور اسے جرمانے کی ادائیگی کے علاوہ دو سال کی قید بامشقت سزا سنائی۔

ملزم نے اثباتِ جُرم اور سزا کے مذکورہ فیصلے کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل کو ترجیح دی۔ انہوں نے عدالت عالیہ کے سامنے دلیل دی کہ وہ ترقی پر سیکشن آفیسر (اکاؤنٹس) کے عہدے پر فائز ہیں جس کا حکم کنٹرولر جنرل آف دفاع اکاؤنٹس نے دیا تھا اور اس لیے ملزم کے خلاف مقدمہ چلانے کی منظوری دینے کا مجاز اتھارٹی مذکورہ کنٹرولر جنرل ہے۔ اس کی بنیاد پر مزید دعوی کیا گیا کہ کنٹرولر آف دفاع اکاؤنٹس (پنشن اور تقسیم)، جو کنٹرولر جنرل کا ماتحت افسر ہے، کی طرف سے دی گئی منظوری غلط ہے۔

فاضل واحد جج نے مذکورہ بالا دلیل کو برقرار رکھا اور صرف اسی بنیاد پر اثباتِ جُرم اور سزا کو اس فیصلے کے مطابق کالعدم قرار دیا جو ان اپیلوں میں اعتراض ہے۔

سی بی آئی کی جانب سے عدالت عالیہ کے سامنے پیش کیا گیا کہ ملزم نے کبھی بھی دفاع کے کسی گواہ کو یہ نہیں بتایا کہ مجاز افسر یعنی کنٹرولر جنرل آف ڈیفنس اکاؤنٹس کی طرف سے منظوری نہیں دی گئی۔ یہ بھی پیش کیا گیا کہ یہ سوال کہ آیا ملزم کو کنٹرولر جنرل آف دفاع اکاؤنٹس نے ترقی دی تھی یا کنٹرولر آف دفاع اکاؤنٹس نے، قانون اور حقائق کے ملے جلے سوالات ہیں اور اس لیے اس مرحلے پر ملزم کی طرف سے اٹھائی گئی اس طرح کی درخواست کو قبول نہیں کیا جانا چاہیے۔

لیکنفاجل واحد جج نے مذکورہ درخواست کو خارج کر دیا جس کی وجہ سے اس نے درج ذیل وجوہات پیش کیں:

"اس معاملے میں مسئلہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ/ملزم کو کنٹرولر جنرل آف دفاع اکاؤنٹس نے ترقی دی تھی نہ کہ کنٹرولر آف دفاع اکاؤنٹس نے۔ یہ پہلو، اگر اپیل کنندہ ٹرائل کورٹ کے سامنے پیش کرنے کے قابل نہیں رہا ہے، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپیل کنندہ/ملزم کو اس مرحلے پر اس کی تفریح کرنے سے روک دیا گیا ہے کیونکہ اپیل خود مقدمے کی سماعت کے تسلسل میں ہے۔ اس کی طرف سے اٹھائی گئی عرضی قانونی ہے اور استغاثہ کے مقدمے کی جڑ تک جا پہنچی ہے۔ نتیجتاً، میں یہ مانتا ہوں کہ منظوری اقتباس پی ایل کسی مجاز اتھارٹی کی طرف سے نہیں دی گئی ہے جو پورے معاملے کو خراب کر رہی ہے۔ سیکھے ہوئے خصوصی جج اس معاملے میں نوٹس لینے کے اہل نہیں تھے جیسا کہ پہلے ہی اوپر بیان کیا گیا ہے۔ نتیجتاً، موجودہ اپیل کو اس طرح قبول کر لیا جاتا ہے اور خصوصی جج، امبالا کی طرف سے منظور کردہ اثباتِ جُرم اور اثباتِ جُرم کے حکم کے فیصلے کو اس طرح مسترد کر دیا جاتا ہے۔"

مذکورہ بالا سے دو حقائق پر مبنی موقف سامنے آئے ہیں۔ پہلا یہ کہ ٹرائل کورٹ نے کنٹرولر آف ڈیفنس اکاؤنٹس کی طرف سے دی گئی منظوری کے زور پر جرم کا نوٹس لیا۔ دوسرا یہ کہ جب ملزم کا مقدمہ ٹرائل کورٹ میں تھا تو اس نے کبھی بھی منظوری پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ سی بی آئی کے مطابق، ایسی صورت حال میں ہائی کورٹ کو ملزم کو پہلی بار اپیل میں منظوری میں کسی خرابی کے بارے میں بحث کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔

ہمارے سامنے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی کہ کنٹرولر آف دفاع اکاؤنٹس کی طرف سے دی گئی منظوری کافی درست ہے اور ملزم پر مقدمہ چلانے کے لیے کافی ہے لیکن ہم اس پہلو کی خوبیوں پر غور کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ ان اپیلوں میں ہم صرف اس سوال کا فیصلہ کر رہے ہیں کہ آیا یہ اپیل کی عدالت کے لیے کھلا تھا کہ وہ ٹرائل کورٹ کی طرف سے منظور کردہ اثباتِ جُرم اور سزا کو محض اس بنیاد پر پلٹ دے کہ مقدمہ چلانے کے لیے کوئی جائز منظوری نہیں تھی۔ اس سلسلے میں مجموعہ ضابطہ فوجداری 465 کا حوالہ مناسب ہے۔ اس کا متن اس طرح ہے:

"465۔ غلطی، غلطی یا بے ضابطگی کی وجہ سے واپسی کے قابل ہونے پر سزا تلاش کرنا یا سزا دینا۔— (1) یہاں موجود توضیعات تابع، مجاز دائرہ اختیار کی عدالت کے ذریعہ منظور کردہ کسی بھی نتیجے، سزا یا حکم کو کسی غلطی، غلطی یا بے ضابطگی کی وجہ سے اپیل، تصدیق یا نظر ثانی کی عدالت کے ذریعہ تبدیل یا تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ شکایت میں، سمن، وارنٹ، اعلان، حکم، فیصلہ یا مقدمے سے پہلے یا اس کے دوران یا اس ضابطے کے تحت کسی انکوائری یا دیگر کارروائی میں، یا استغاثہ کے لیے کسی بھی منظوری میں کوئی غلطی، یا بے ضابطگی، جب تک

کہ اس عدالت کی رائے میں، حقیقت میں انصاف کی ناکامی کا سبب نہ بنا ہو۔

(2) اس بات کا تعین کرنے میں کہ آیا اس ضابطے کے تحت کسی کارروائی میں کوئی غلطی، غلطی یا بے ضابطگی ، یا استغاثہ کے لیے کسی منظوری میں کوئی غلطی، یا بے ضابطگی انصاف کی ناکامی کا سبب بنی ہے، عدالت کو اس حقیقت کا خیال ہوگا کہ آیا اعتراض کارروائی کے ابتدائی مرحلے میں اٹھایا جا سکتا تھا اور اسے اٹھایا جانا چاہیے تھا۔

(زور دیا گیا)

اپیل یا نظر ثانی کی عدالت کو استغاثہ کی منظوری میں کسی غلطی یا بے ضابطگی کی وجہ سے کسی نتیجے (یا یہاں تک کہ اثباتِ جُرم اور اثباتِ جُرم کے حکم) کو تبدیل کرنے سے روک دیا جاتا ہے، جب تک کہ اس طرح کی غلطی یا بے ضابطگی کی وجہ سے انصاف کی ناکامی کا سبب نہ بنا ہو۔ اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ آیا جائز منظوری کی کمی حقیقت میں انصاف کی ناکامی کا سبب بنی تھی، مذکورہ ذیلی دفعہ (2) عدالت کو یہ فرض دیتی ہے کہ وہ اس بات پر غور کرے کہ آیا ملزم نے مقدمے کے مرحلے پر اس معاملے پر کوئی اعتراض اٹھایا تھا یا نہیں۔ اگرچہ اس نے ابتدائی مرحلے میں اس طرح کا کوئی اعتراض اٹھایا تھا، لیکن یہ نتیجہ اخذ کرنا شاید ہی کافی ہو کہ انصاف کی ناکامی تھی۔ اس کا تعین ہر معاملے کے حقائق پر کیا جانا چاہیے۔ لیکن ایک ملزم جس نے اسے مقدمے کے مرحلے پر نہیں اٹھایا وہ ممکنہ طور پر اپیلٹ عدالت میں پہلی بار کی گئی اس طرح کی درخواست کو برقرار نہیں رکھ سکتا۔ کلپ ناتھ رائے بنام سی بی آئی کے بذریعے ریاست، [1997] 8 ایس سی سی 732 میں اس عدالت نے پیراگراف 29 میں اس طرح مشاہدہ کیا ہے :

"ضابطہ اخلاق کی دفعہ 465 کی ذیلی دفعہ (2) منظوری کی بے ضابطگی کی بنیاد پر تمام مقدمات کو خراب کرنے کے لیے کارٹے بلانچ نہیں ہے اگر اس پر پہلی بار ہی اعتراض اٹھایا گیا تھا۔ ذیلی دفعہ صرف یہ کہتی ہے کہ عدالت اس حقیقت کو مدنظر رکھے گی کہ کارروائی کے ابتدائی مرحلے میں اعتراض اٹھایا گیا ہے۔ یہ غور کرنے کے قابل غور وفکر میں سے صرف ایک ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر ابتدائی مرحلے میں اعتراض اٹھایا گیا تھا، تو اسی وجہ سے منظوری میں بے ضابطگی استغاثہ کو خراب کر دے گی اور کارروائی کو کالعدم مقدمے میں تبدیل کر دے گی۔"

ایسے معاملے میں جہاں ملزم جائز منظوری کا سوال اٹھانے میں ناکام رہا، مقدمے کی سماعت عام طور پر پورے مواد کی عدالتی جانچ پڑتال کر کے اپنے منطقی انجام تک پہنچ جاتی۔ اگر یہ مقدمہ اثباتِ جُرم میں ختم ہوتا ہے تو محض اس بنیاد پر انصاف کی ناکامی کا کوئی سوال ہی نہیں ہے کہ سرکاری ملازم پر مقدمہ چلانے کے لیے کوئی جائز منظوری نہیں دی گئی تھی، کیونکہ اس طرح کی فلٹرنگ چیک فراہم کرنے کا اصل مقصد سرکاری ملازمین کو اس الزام پر فضول یا بدنیتی یا انتقامی قانونی کارروائی سے بچانا ہے کہ انہوں نے اپنے سرکاری فرائض کی انجام دہی میں جرم کیا ہے۔ لیکن ایک بار مقدمے کی سماعت مکمل ہونے پر عدالتی فلٹرنگ کا عمل ختم ہو جانے کے بعد ابتدائی منظوری فراہم کرنے کا مقصد اضافی ہو جائے گا۔ یہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سیکشن 465 میں تصور کردہ اپیلٹ اور ریویشنل فورمز پر روک لگانے کی وجہ ہو سکتی ہے۔

اس کے علاوہ اب اپیل کے اختیارات پر ایک اور پابندی عائد ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ استغاثے کے لئے منظوری منظوری کی

ضرورت کو بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1947 کی دفعہ 6 میں شامل کیا گیا تھا (اسے اس کے بعد 1947 ایکٹ کہا جائے گا)۔موجودہ استغاثہ مذکورہ ایکٹ کے تحت شروع کیا گیا تھا،لیکن جب تک مقدمہ ٹرائل کورٹ میں آخری مرحلے تک پہنچا، 1947 کے ایکٹ کو پریوینشن آف کرپشن ایکٹ 1988 (جسے اس کے بعد 1988 ایکٹ کہا جاتا ہے) کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا جو 9.9.1988 پر نافذ ہوا۔اس کے بعد استغاثہ اور مقدمہ 1988 کے ایکٹ کی دفعہ 30 کی ذیلی دفعہ (2) کی بنیاد پر جاری رہا۔اس حصے کا متن اس طرح ہے :

"30 نسوخی، منسوخ ہونا اور بچت کریں۔— بدعنوانی کی روک تھام کا قانون، 1947 (1947 کا 2) اور فوجداری قانون ترمیم قانون، 1952 (1952 کا 46) کو اس طرح منسوخ کر دیا گیا ہے۔

(2) اس طرح منسوخی، منسوخ ہونا کے باوجود، لیکن جنرل کلاز ایکٹ 1897 (1897 کا 10) کی دفعہ 6 کے اطلاق پر جانبداری کے بغیر، اس طرح منسوخ کردہ قوانین کے تحت یا ان کی پیروی میں جو کچھ بھی کیا گیا یا کوئی کارروائی کی گئی یا اس کا ارادہ کیا گیا ہے، جہاں تک یہ اس ایکٹ کی دفعات سے مطابقت نہیں رکھتا ہے، یہ سمجھا جائے گا کہ وہ اس ایکٹ کی متعلقہ دفعات کے تحت یا اس کے مطابق کیا گیا ہے یا لیا گیا ہے۔

اس طرح 1947 کے ایکٹ کو جنرل کلاز ایکٹ کے دفعہ 6 کے اطلاق پر جانبداری کے بغیر منسوخی، منسوخ ہونا دیا گیا جو ایکٹ اس طرح پڑھتا ہے:

"6م۔نسوخی، منسوخ ہونا اثر۔— جہاں یہ ایکٹ، یا اس ایکٹ کے آغاز کے بعد بنایا گیا کوئی مرکزی ایکٹ یا ضابطہ، اب تک بنائے گئے یا اس کے بعد کیے جانے والے کسی بھی قانون منسوخی، منسوخ ہونا کرتا ہے، تب، جب تک کہ کوئی مختلف ارادہ ظاہر نہ ہو، منسوخی نہیں ہوگی—

(a) کسی ایسی چیز کو بحال کریں جو اس وقت نافذ یا موجود نہ ہو جس وقت منسوخی، منسوخ ہونا نافذ ہو؛ یا

(b) اس طرح منسوخ کیے گئے کسی قانون کے پچھلے عمل کو متاثر کرے گا یا اس کے تحت کسی بھی طرح سے کیا گیا یا اس کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یا

(c) اس طرح منسوخ کردہ کسی قانون کے تحت حاصل کردہ، جمع شدہ یا ہونے والے کسی بھی حق، مراعات، ذمہ داری یا ذمہ داری کو متاثر کرتا ہے۔ یا

(d) اس طرح منسوخ کیے گئے کسی قانون کے خلاف کیے گئے کسی جرم کے سلسلے میں ہونے والے کسی جرمانے، ضبطی یا سزا کو متاثر کرے گا؛ یا

(e) مذکورہ بالا کسی بھی حق، مراعات، ذمہ داری، جرمانہ، ضبطی یا سزا کے سلسلے میں کسی بھی تحقیقات، قانونی کارروائی یا علاج کو نافذ کرے، اور ایسی کسی بھی تحقیقات، قانونی کارروائی یا علاج کو قائم کیا جا سکتا ہے، جاری رکھا جا سکتا ہے یا نافذ کیا جا سکتا ہے، اور ایسی کوئی سزا، ضبطی یا سزا اس طرح عائد کی جا سکتی ہے جیسے کہ منسوخی کا قانون یا ضابطہ منظور نہیں کیا گیا تھا۔

لہذا 1988 کے ایکٹ میں" جب تک کوئی مختلف ارادہ ظاہر نہیں ہوتا" 1947 کے ایکٹ منسوخی، منسوخ ہونا 1947 کے ایکٹ کے تحت حاصل کردہ کسی بھی حق کے سلسلے میں کسی بھی تعزیراتی ذمہ داری یا کسی قانونی کارروائی یا علاج کو متاثر نہیں کرے گی۔ تاہم، اگر 1988 کے ایکٹ سے کسی مختلف ارادے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، تو اس طرح کے ارادے کا غالب اثر پڑے گا۔ 1988 کے ایکٹ کی دفعہ 30 کی ذیلی دفعہ (2) میں کہا گیا ہے کہ منسوخ شدہ ایکٹ کے تحت یا اس کی پیروی میں کی گئی کوئی بھی کارروائی نئے ایکٹ کی متعلقہ توضیعات تحت کی گئی سمجھی جائے گی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ 1947 کے ایکٹ میں اپیل اور نظر ثانی کے حوالے سے کوئی مخصوص شق شامل نہیں کی گئی تھی اور اس لیے اپیل اور نظر ثانی مکمل طور پر مجموعہ ضابطہ فوجداری تحت ہوتی تھی۔ تاہم، 1988 کے ایکٹ کے تحت اپیل اور نظر ثانی کے حوالے سے ایک خصوصی التزام ہے جو دفعہ 27 میں شامل ہے۔ دفعہ 27 ذیل میں نکالی گئی ہے :

".27 اپیل اور نظر ثانی۔— اس ایکٹ توضیعات کے تابع، عدالت عالیہ، جہاں تک قابل اطلاق ہو، مجموعہ ضابطہ فوجداری پروسیجر، 1973 (1974 کا 2) کے ذریعہ عدالت عالیہ کو دیئے گئے اپیل اور نظر ثانی کے تمام اختیارات کا استعمال کر سکتی ہے گویا کہ خصوصی جج کی عدالت عدالت عالیہ کی مقامی حدود میں مقدمات کی سماعت کرنے والی عدالت تھی۔

اس طرح مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ذریعے عدالت عالیہ کی اپیل اور نظر ثانی کے اختیارات 1988 کے ایکٹ توضیعات کے تابع ہوں گے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ 1988 کے ایکٹ کی دفعہ 19 (3) (اے) کے تحت اپیل اور نظر ثانی کی عدالت پر ٹرامل عائد کیا گیا ہے۔ یہ اس طرح پڑھتا ہے (صرف مادی حصہ نکالا جاتا ہے)

مجموعہ ضابطہ فوجداری میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود:— ذیلی دفعہ (1) کے تحت مطلوبہ منظوری کی عدم موجودگی یا اس میں کسی غلطی، خامی یا بے ضابطگی کی بنیاد پر اپیل، تصدیق یا نظر ثانی میں کسی خصوصی جج کے ذریعے منظور کردہ کسی بھی نتیجے، سزا یا حکم کو عدالت کے ذریعے تبدیل یا تبدیل نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ اس عدالت کی رائے میں، حقیقت میں اس طرح انصاف کی ناکامی کا سبب نہ بنا ہو۔

وضاحت— اس دفعہ کے مقاصد کے لیے،

(a) غلطی میں منظوری دینے کے لیے اتھارٹی کی اہلیت شامل ہے۔

یہ ضابطہ اخلاق کے دفعہ 465 میں موجود ٹرائمل کے علاوہ اپیلٹ عدالت کے اختیارات میں مزید مداخلت ہے جس سے او پر نمٹا گیا ہے۔دفعہ 19(3)(اے) کے تحت اثباتِ جُرم اور سزا کے کسی بھی حکم کو اپیل یا نظر ثانی کی عدالت کے ذریعے الٹا یا تبدیل نہیں کیا جاسکتا یہاں تک کہ" منظوری کی عدم موجودگی کی بنیاد پر" جب تک کہ اس عدالت کی رائے میں اس طرح انصاف کی ناکامی کا سبب نہ بنا ہو۔وضاحت کو شامل کرنے سے مذکورہ پابندی کو مزید وسیع کیا جاتا ہے کہ یہاں تک کہ اگر منظوری کسی ایسے اتھارٹی کے ذریعہ دی گئی تھی جو اس طرح کی منظوری دینے کے لیے سختی سے اہل نہیں تھی، تب بھی اپیل کے ساتھ ساتھ نظر ثانی شدہ عدالتوں کو محض اسی بنیاد پر اثباتِ جُرم اور سزا میں مداخلت کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔

اس طرح 1947 کے ایکٹ میں مذکور کسی بھی جرم کی اثباتِ جُرم اور سزا کے خلاف دائر اپیل سے نمٹنے کے دوران جس قانونی موقف کی پیروی کی جانی چاہیے وہ یہ ہے کہ اس طرح کی کسی بھی اثباتِ جُرم اور سزا کو محض منظوری کی عدم موجودگی کی بنیاد پر تبدیل یا واپس نہیں کیا جائے گا، بہت کم اس اتھارٹی کی اہلیت کی کمی کی بنیاد پر جس نے منظوری دی تھی۔

لہذا کسی بھی نقطہ نظر سے عدالت عالیہ نے مقدمے کی سماعت کے لیے جائز منظوری نہ ہونے کی بنیاد پر ملزم کو دی گئی اثباتِ جُرم اور سزا کو کالعدم قرار دینے میں غلطی کی۔لہذا ہم عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور ملزم کی طرف سے اس کے سامنے پیش کردہ اپیل کو قانون کے مطابق نئے سرے سے نمٹانے کے لیے معاملہ عدالت عالیہ کو بھیجتے ہیں۔یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ملزم اس اپیل کے نمٹارے تک ضمانت پر رہے گا جس مقصد کے لیے عدالت عالیہ کے سامنے اس کے ذریعے پھانسی دیے گئے ضمانت بانڈ بحال ہو جائیں گے۔

ایس وی کے

اپیلوں کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this document